قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

# الفضل
لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعرات 20/ اکتوبر 2022ء | 23/ربیع الاول 1444 ہجری قمری | 20/اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:227

## ارشاد باری تعالیٰ

قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۶﴾

(المائدۃ:16)

ترجمہ:یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آچکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔

## فرمان خلیفہ وقت

یہ نور جو یہاں بیان ہوا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جیسا کہ ہم جانتے ہیں۔۔۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراجاً مّنیراً کہا ہے۔ایک چمکتا ہوا سورج کہا ہے۔کیونکہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے نور نے آگے اپنی چمک دکھانی ہے اور اب کوئی نہیں جو اس واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی روشنی اور نور کو حاصل کر سکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اور خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانہ میں سب سے بڑھ کر اس شخص نے اس نور سے حصہ پانا تھا جسے مسیح ومہدی کا اعزاز دیا گیا اور اس حیثیت سے امتی نبی ہونے کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انسان کامل، افضل الرسل اور سراجاً مّنیراً کی مہر، جو مہر نبوت ہے یہ جس پر لگے گی اسے پھر اللہ تعالیٰ کے نور سے بھر دے گی۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نبوت خدا تعالیٰ کے نوروں کو بند کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ نوروں کو مزید جلا بخشنے کے لیے ہے۔پس یہ مقام ختم نبوت کہ وہ ایسی روحانی روشنی ہے جو پھر اعلیٰ ترین روشنیاں پیدا کرسکتی ہے۔لیکن یہ واضح ہو کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نور کے ساتھ کتاب مبین ہے جو پھر ایک نور ہے۔اس لیے اب قرآن کریم کے علاوہ جو کامل اور مکمل کتاب اور شریعت ہے کوئی اور کتاب اور شریعت نہیں اتر سکتی۔یہی ہم احمدی مانتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 دسمبر 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## اس شمارہ میں


- کہ اب صیہون بستی میں اذاں باقاعدہ ہو گی (منظوم)
- ایک انگریزی محاورہ پر طبع آزمائی
- نماز اور حضورِ قلب کے طریق و دعائیں
- حضرت ماسٹر محمد پریل رضی اللہ عنہ۔ کمال ڈیرہ سندھ
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ امریکہ 2022ء
- آؤ! اُردو سیکھیں


## فرمانِ رسولؐ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔

(مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الایمان بالقدر الفصل الثانی)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

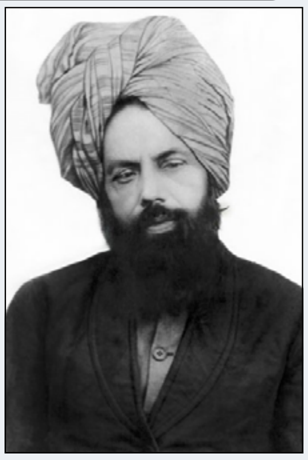

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - ایک اعلیٰ درجہ کا نور

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

(درثمین صفحہ 143 شائع کردہ نظارت اشاعت)

- وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد ومولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-161)

- ہر یک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا۔ توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی۔حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی۔سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے۔مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا۔ بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی۔سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزون ومعتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 193 حاشیہ 11)

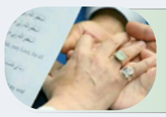

## دربارِ خلافت

# انبیاء دنیا میں آ کر راستی اور سچائی کو قائم کرتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپؓ (حضرت مصلح موعودؓ) لکھتے ہیں کہ انہی پر موقوف نہیں بلکہ جن جن کو آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا، اُن کی یہی حالت تھی۔ جب جہلم میں مولوی کرم دین صاحب نے آپ پر مقدمہ کیا تو ایک ہندو وکیل لالہ بھیم سین صاحب تھے، اُن کی چھٹی آئی۔ اُن کا خط آیا کہ میرا لڑکا بیرسٹری پاس کر کے آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اُسے آپ کی خدمت کی سعادت حاصل ہو اور اس میں آپ اُن کو وکیل کر لیں۔ یہ لڑکے جن کا ذکر ہے بڑے لائق وکیل تھے، وہاں لاء (Law) کالج کے پرنسپل بھی رہے اور پھر وہاں انڈیا میں ہائی کورٹ کے چیف جج مقرر ہوئے۔ تو حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ لالہ بھیم سین صاحب نے الحاح سے یہ درخواست اس لئے کی کہ سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کا اتفاق ہوا تھا اور وہ آپ کی سچائی دیکھ چکے تھے۔ سچائی ایک ایسی چیز ہے جو اپنوں پر ہی نہیں، غیروں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آپ فرماتے ہیں کہ انبیاء دنیا میں آ کر راستی اور سچائی کو قائم کرتے ہیں اور ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آ کر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کئے تھے یا صنعت و حرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں۔ پھر وہ کیا چیز تھی جو آپ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاقِ فاضلہ تھے۔ یہ پہلے مفقود تھی۔ آپ نے پہلے اُسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا اور صحابہ اور اُن کی اولادوں اور پھر اُن کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ یہ حکم سن کر کہ ساری دنیا کو خدا تعالیٰ کا کلام پہنچائیں، کچھ گھبرا گئے۔ اس لئے کہ آپ اس عظیم الشان ذمہ داری کو کس طرح پورا کریں گے؟ اس گھبراہٹ میں آپ گھر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور شدتِ جذبات سے آپ اُس وقت سردی محسوس کر رہے تھے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے کہا مجھے کپڑا پہنا دو، کپڑا اوڑھا دو۔ حضرت خدیجہ نے دریافت کیا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ آپ نے سارا واقعہ سنایا۔ حضرت خدیجہ نے جواب دیا کہ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا۔ کہ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! کبھی خدا آپ کو رُسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ میں فلاں فلاں خوبیاں ہیں اور ان خوبیوں میں سے ایک یہ بتائی کہ جو اخلاق دنیا سے اُٹھ گئے ہیں آپ نے اپنے وجود میں ان کو دوبارہ پیدا کیا ہے اور بنی نوع انسان کی اس کھوئی ہوئی متاع کو دوبارہ تلاش کیا ہے۔ پھر بھلا خدا آپ جیسے وجود کو کس طرح ضائع کر سکتا ہے؟ تو انبیاء کی بعثت کی غرض یہی ہوتی ہے اور مومنوں کے سپرد یہی امانت ہوتی ہے جس کی حفاظت کرنا اُن کا فرض ہوتا ہے۔ محبت کی وجہ سے انبیاء کا وجود مومنوں کو بیشک بہت پیارا ہوتا ہے۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے انبیاء کی عظمت کی وجہ وہی نور ہے جسے دنیا تک پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ اُنہیں مبعوث کرتا ہے، اُنہیں خدا تعالیٰ کا وہ پیغام ہی بڑا بناتا ہے جو وہ لاتے ہیں۔ پس جب نبی کے اَتباع یعنی پیروکار اس وجود کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں تو اس پیغام کی حفاظت کے لئے کیا کچھ نہ کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت کے لئے صحابہ کرام نے قربانیاں کیں، وہ واقعات پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُن کی محبت کو دیکھ کر آج بھی دل میں محبت کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ اُحد کی جنگ میں ایک ایسا موقع آیا کہ صرف ایک صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے اور دشمن بے تحاشا تیر اور پتھر پھینک رہے تھے۔ اُس صحابی نے اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف کر دیا اور اُس پر اتنے تیر اور پتھر لگے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔ کسی نے صحابی سے پوچھا، یہ کیا ہوا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ اتنے تیر اور پتھر اس پر لگے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے شل ہو گیا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی۔ تو انہوں نے کہا اور بڑا لطیف جواب دیا۔ کہنے لگے کہ اُف نکلنا چاہتی تھی لیکن میں نکلنے نہیں دیتا تھا کیونکہ اگر اُف کرتا تو ہاتھ ہل جاتا اور کوئی تیر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لگ جاتا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ تم اس قربانی کا اندازہ کرو اور سوچو کہ اگر آج کسی کی انگلی کو زخم آ جائے تو وہ کتنا شور مچاتا ہے، مگر اُس صحابی نے ہاتھ پر اتنے تیر کھائے کہ وہ ہمیشہ کے لئے شَل ہو گیا۔

(خطبہ جمعہ 29 نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

# کہ اب صیہون بستی میں اذاں باقاعدہ ہو گی

یہ کس نے نور سے لبریز اک چادر بچھائی ہے
طلسماتی کشش چہرے کی سب کو کھینچ لائی ہے

یہ کون آیا ہے پھیلی ہر طرف میں روشنی دیکھوں
قمر، ظاہر ہوئی ہے جس کی ہر سُو چاندنی دیکھوں

یہ مغرب کے افق پر پانچواں اُترا ستارہ ہے
ہماری خوش نصیبی ہے، یہی رہبر ہمارا ہے

مسیحا کو خدا نے جس جگہ عزّت عطا کی تھی
مسیحا کے خلیفہ نے اسے برکت بھی دینی تھی

خدا کا گھر بنا ہے اب اسی تثلیث کے گھر میں
ملا فتحِ عظیم اس کو ہے نام، ابلیس کے گھر میں

خبر سن کر یہ روحِ ڈوئی دل برداشتہ ہو گی
کہ اب صیہون بستی میں اذاں باقاعدہ ہو گی

چڑھا اسلام کا سورج جو پھر اک بار مغرب سے
چلی ٹھنڈی ہوا مشرق کو پھر اک بار مغرب سے

یہاں پیتے ہیں پیاسے معرفت کے جام بھر بھر کر
مبارک صد مبارک عالَمِ اسلام کو پھر سے

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

اداریہ

# ایک انگریزی محاورہ پر طبع آزمائی

## کتابِ زندگی کے مسودہ میں بہتری لانے سے کبھی نہ گھبرائیں

کہا جاتا ہے کہ مطالعہ کتب روح کی غذا اور دماغ کو صیقل کرنے کا ذریعہ ہے۔خواہ یہ مطالعہ دینی کتب کا ہو یا دنیوی۔ بسا اوقات دنیاوی علوم کی کتب کا مطالعہ بھی روح کی آسودگی کا باعث بن جاتا ہے اور انسانی سوچوں کی تعمیر و ترقی پر بہت گہرا اثر چھوڑتا ہے۔

خاکسار بھی گزشتہ دنوں ایک دنیوی مضمون کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ میری نظروں کا گزر ایک انگریزی محاورہ سے ہوا تو اُس محاورہ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور آگے بڑھنے سے بزبان حال یہ کہتے ہوئے نہ صرف روکا بلکہ پُر زور اصرار کیا کہ کہاں جا رہے ہو بھئی ؟ میں ہی تو وہ ضرب المثل ہوں جس نے تمہیں اس مضمون کو پڑھنے پر مجبور کیا تھا، لہٰذا پہلے سوچوں کے گھوڑے دوڑاؤ اور میرا حق ادا کرو۔ چنانچہ باوجود الفضل کے ڈھیروں لائن میں لگے اور فائلوں میں رکے ہوئے کاموں کے میں نے اس محاورہ پر غور کرنا شروع کیا اور سوچا کہ یہ تو اتنا گہرا سبق لیے ہوئے ہے کہ میں اس سبق سے الفضل کے اپنے پیارے قارئین بھائیوں اور بہنوں کو بھی محظوظ کرواؤں گا۔ وہ سبق یا محاورہ یہ ہے۔

You are the author of your life, don´t be afraid to edit or change the script

ترجمہ:اپنی زندگی کے آپ خود مصنف ہیں اس لیے اپنی زندگی کی کتاب کے لکھے مسودہ میں تبدیلی کرنے یا بہتری لانے کے لیے اضافہ کرنے سے کبھی نہ گھبرائیں۔

اس محاورہ پرسوچ و بچار کے بعد کئی نصیحت آموز باتیں اور اسباق اس میں نظر آئے۔ مگر آج ایک اہم اور بنیادی سبق کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے۔ وہ یہ ہے کہ زندگی کے روزمرہ کے کاموں سے ہٹ کر بھی کچھ کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ ہم میں سے بعض نے اپنی روزمرہ زندگی کے پروگرام اور شیڈیول کو اپنے ذہن کے کمپیوٹر اور دل کے بلیک باکس میں محفوظ کر رکھا ہے اور وہ اس کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایسے لوگ سکھی، خوش اور مطمئن رہتے ہیں اور اپنی زندگی کو آسان بنا لیتے ہیں۔ممکن ہے یہ بات درست بھی ہو لیکن اپنے معمولات کے اندر تبدیلی لانا، روزانہ کی روٹین میں پھنس کر بیٹھ جانے کی بجائے اپنے جسم اور دماغ کو متنوع حرکات وسکنات سے آراستہ کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو مطالعہ کتب کے ذریعے علوم وفنون سے مالا مال کرنا زندگی میں چاشنی پیدا کر دیتا ہے۔ اس میں سات رنگ بھر کر رہنے کے قابل بنا دیتا ہے اور اس طرح انسان کے اندر کا اور باہر کا موسم ایک جیسا خوشگوار بن جاتا ہے اور اپنے آس پاس کی ہر چیز اچھی لگنے لگتی ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ گڑھے کے ایک جگہ پر کھڑے پانی میں سڑاند اور گندگی پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ جب تک اس کے اندر تازہ پانی کی آمیزش نہ ہوتی رہے۔یعنی پانی ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے باہر نکل جائے۔

اسی مضمون اور مفہوم پر مشتمل ایک عربی محاورہ بھی ہے کہ ’’البرکۃ فی الحرکۃ‘‘ کہ حرکت میں ہی برکت ہے، بعض لوگ تو اس عربی محاورہ کے اردو ترجمہ کو بھی محاورہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ادھر خاکسار نے یہ محاورہ پڑھا اُدھر اُسی روز میرے واقف زندگی بیٹے کے افسر نے اُسے نصیحت کی کہ روزمرہ کے کاموں سے ہٹ کر مفید اور مثبت نتائج پر مبنی کام کرنے سے زندگی زیادہ حسین ہو جاتی ہے اور یہ میرا اپنا تجربہ بھی ہے۔ جسے خاکسار آئے روز الفضل آن لائن میں مضامین کے انتخاب اور ذہن میں آنے والے نت نئے آئیڈیاز پر چسپاں کرتا رہتا ہے، اور قارئین روزانہ ہی اس بات کا مشاہدہ کرتے ہوں گے کہ روزنامہ الفضل میں شامل ہونے والے عام ڈگر سے ہٹ کر مضامین اور آرٹیکلز وغیرہ اخبار کی زینت کو بڑھا دیتے ہیں۔

انسان اپنی زندگی میں جو بھی کام کرتا ہے وہ دراصل اس کی زندگی کی کتاب میں لکھا جا رہا ہوتا ہے۔ جو اس کے بعد کھولی جائے گی اور لوگ اس کی زندگی کے حسن و قبح کو اس کے مرنے کے بعد بیان کریں گے۔بعض لوگ بالخصوص اس کے عزیز و اقارب تو اس کی سیرت و سوانح پر کتب اور مضامین بھی لکھیں گے۔ روزنامہ الفضل میں یاد رفتگان کا جو سلسلہ جاری ہے۔ دراصل یہی وہ کتاب ہے جو وفات کے بعد مرحوم کے عزیز و اقارب کے ذریعے کھولی جاتی ہے اور لوگ اسے پڑھتے ہیں۔محفلوں میں مرحوم کا ذکر خیر کرنا بھی اس کی اپنی اعمال و افعال سے لکھی کتاب سے پڑھنے کا دوسرا نام ہے۔ اس کو ’’سوانح عمری‘‘ کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ اگر مرحوم نے اپنی زندگی میں اس کو قلمبند کر کے محفوظ کر لیا ہو تو اس کو خود نوشت سوانح کہا جاتا ہے۔

ہم نے شعبہ تصنیف میں دیکھا ہے کہ کوئی مصنف، مضمون نویس، مراسلہ نگار یا تبصرہ کرنے والا جب لکھنے بیٹھتا ہے تو اپنی تحریر کو وہ خود ہی بار بار مٹاتا، دوبارہ لکھتا اور تبدیل کرتا رہتا ہے۔ ہم اسے ترمیم کرنا یا تصحیح کرنا یا پنجابی میں کٹ وڈھ کرنا کہتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں اپنی تحریر کو لکھ کر ایک بار پڑھ لینا چاہیے۔ پروف کی غلطیوں کے ساتھ مضمون بھی بہتر ہو جاتا ہے۔ ہمارے ایک مرحوم افسر تھے۔ ان کے پاس ان کی اپنی ہی تحریر کمپوز کر کے لے جاتے تو وہ اس میں اتنی اصلاح کر دیتے اور بار بار کرتے یوں یہ سلسلہ جاری رہتا۔ میرے ایک اور افسر تھے ان کے پاس انہی کا حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تحریر کردہ ہاتھ سے لکھا خط کمپوز کر کے لے جاتا تو وہ اس میں اتنی اصلاح کرتے کہ کاغذ سرخ ہو جاتا۔ اتنی دفعہ وہ اس میں ترمیم کر دیتے کہ انسان تھک جاتا، سوچتا اور دعا کرتا کہ اب کی بار وہ ترمیم نہ کریں۔ ہم اپنی جماعتی کتب میں اپنے بزرگوں کے مبارک ہاتھوں سے لکھے اصل خطوط کے امیج کو دیکھتے ہیں تو اس میں بعض الفاظ کو مٹا کر دوبارہ لکھا ہوا پاتے ہیں تو دراصل یہ اپنی تحریر کی اصلاح ہے۔ جو اس طرح مزید خوبصورت اور نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

یہی کیفیت ہمیں اپنی زندگی کی تحریر، اپنی زندگی کے خط، اپنی زندگی کی تصنیف یا کتاب میں نظر آتی ہے اور آنی بھی چاہیے۔اس میں مزید ترمیم اور اصلاح کا مذکورہ بالا طریق ہمیں اپنی زندگی کی کتاب میں بھی کرتے رہنا چاہیے۔ روزمرہ کے کاموں پر روزانہ نظر دوڑاتے رہنا چاہیے، بزرگوں کے مطابق یہ عمل رات کو زیادہ بہتر طور پر کیا جا سکتا ہے جب سونے سے پہلے پورے دن کے کاموں پر نظر ڈال کر آئندہ کے لیے ترمیم کرنے میں آسانی ہوسکتی ہے۔ اس طرح آپ کی زندگی کی کتاب یا تحریر کو مد مقابل پڑھنے والا پڑھ کر محظوظ ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

ہم نے روزمرہ کی تحریر میں دیکھا ہے کہ اگر کسی مضمون میں پروف کی بہت غلطیاں ہوں تو ہم اس مضمون کو ادھورا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر زندگی کی کتاب کے ورق میں غلطیاں ہوں تو لوگ اکتا جاتے ہیں۔ باتیں بناتے ہیں۔

پس یہی وہ سبق ہے جو قرآن میں وللاخرۃ خیر لك من الاولیٰ اور احادیث میں الاعمال بخواتیمھا کے الفاظ میں ملتا ہے کہ ایک انسان کا ایک مقام پر ٹھہراؤ نہ ہو۔ ہر دم اور ہر وقت وہ آگے بڑھے اور بڑھتا چلا جائے اور اس کا اٹھنے والا قدم یا گزرنے والے قدم یا کام سے بہتر ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی زندگیوں کی ایسی کتاب اور دستاویزات لکھنے کی توفیق دے جو دوسروں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں۔ آمین

(ابوسعید)

## دعا کا تحفہ

### تشہد کی دعا

حضرت عبد اللہؓ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے سلامتی ہو اللہ پر۔ نبی کریمؐ نے فرمایا اللہ تو خود سلام (یعنی سلامتی کا سرچشمہ ہے) جب تم نماز میں قعدہ کی حالت میں ہو تو یہ پڑھا کرو۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: تمام تحفے اللہ کے لئے ہیں اور تمام عبادات اور پاکیزہ (تعریفیں) بھی اُس کے لئے ہیں۔سلام ہو آپؐ پر اے اللہ کے نبی! اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپؐ پر ہوں۔سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 64)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مبارک احمد معین

# نماز اور حضورِ قلب کے طریق و دعائیں

جب تک کسی عمل کی عظمت و اہمیت اور اس کے فوائد و خصائل اور برکات و فضائل کا احساس اور پتہ نہ ہو اس میں توجہ قائم نہیں ہوسکتی۔اسی پہلو کے پیش نظر نماز کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور کھڑا ہوتا ہے جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا بھی غنی ہے۔ ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ نماز ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے؟ اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں تم کو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قلب الٰہی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 292)

## نماز میں حضورِ قلب نہ ہونے کی وجوہات

’’نماز میں توجہ قائم نہ رہنا اور حضور قلب نہ ہونا اس کی کئی وجوہات ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ سے جب اس سلسلے میں ایک شخص نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا ’’اس کی اصل جڑ امن اور غفلت ہے جب انسان خدا تعالیٰ کے عذاب سے غافل ہو کر امن میں ہو جاتا ہے تب وساوس ہوتے ہیں۔ دیکھو زلزلے کے وقت اور کشتی میں بیٹھ کر جب کشتی خوفناک مقام پر پہنچتی ہے سب اللہ اللہ کرتے ہیں اور کسی کے دل میں وساوس پیدا نہیں ہوتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 284)

ایک اور موقع پر ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:’’انسان کی کوشش سے جو حضور قلب حاصل ہوسکتا ہے وہ یہی ہے کہ۔۔۔وضو کرتا ہے اپنے آپ کو کشاں کشاں مسجد تک لے جاتا ہے۔ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کی کوشش ہے۔اس کے بعد حضور قلب کا عطا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔انسان اپنا کام کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ بھی ایک وقت پر اپنی عطا نازل کرتا ہے۔ نماز میں بے حضوری کا علاج بھی نماز ہی ہے۔ نماز پڑھتے جاؤ۔ اس سے سب دروازے رحمت کے کھل جاویں گے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 66)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام لفظ صلوٰۃ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’نماز عبادت کا مغز ہے۔ جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب انکسار تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔ صلوٰۃ کا لفظ پرسوز معنی پر دلالت کرتا ہے جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے ویسی ہی گدازش دعا میں پیدا ہونی چاہئے۔ جب ایسی حالت پہنچ جائے تب موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 283-284)

پھر فرماتے ہیں:

’’گناہوں سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اس کے سوائے کوئی طاقت نہیں جو زور کے ساتھ پاک کردے۔ پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ نے نماز رکھی ہے۔ نماز کیا ہے؟ ایک دعا جو درد، سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے تاکہ یہ خیالات اور برے ارادے دفع ہو جاویں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلنا نصیب ہو۔ صلوٰۃ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دعا صرف زبان سے نہیں بلکہ اس کے ساتھ سوزش اور جلن اور رقت طاری ہونا ضروری ہے۔‘‘

(بدر مورخہ 10 جنوری 1967ء صفحہ 12)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نماز کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’نماز کے معنی ٹکریں مارنے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں۔ نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے۔‘‘

(البدر جلد 3 نمبر 34 مورخہ 8 ستمبر 1904ء صفحہ 3)

نیز فرمایا:’’نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار اور درود شریف۔ تمام وظائف کا مجموعہ یہی نماز ہے لوگ پوچھتے ہیں کوئی وظیفہ سب سے بڑا وظیفہ نماز ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بھی بیان ہوتی ہے، انسان استغفار بھی کرتا ہے، درود شریف بھی پڑھتا ہے اور یہی چیزیں ایسی ہیں جو دعاؤں کی قبولیت کا نشان دکھانے والی ہیں، وجہ بننے والی ہیں۔۔۔۔۔ اور اس سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں۔ اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔ آنحضرت کو اگر ذرہ بھی غم پہنچتا تو آپ دعا کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اس لئے فرمایا اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ (سورۃ الرعد آیت 29) اطمینان، سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔‘‘

(الحکم جلد 7 مورخہ 31 مئی 1903ء صفحہ 9)

## نماز بندے اور خدا کے تعلق کا ذریعہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزہ نہیں آتا یہ دین کو درست کرتی ہے اخلاق کو درست کرتی ہے دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزہ دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے لذات جسمانی کے لیے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں۔ اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔ نماز خواہ مخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کا ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے اس رشتے کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے اور اس میں لذت رکھ دی ہے جس سے تعلق قائم رہتا ہے جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے ایسے ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کر کے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذت پیدا ہو جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ گہرا اور انوار سے پر ہے جس کی تفصیل نہیں ہوسکتی جب تک وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے اگر دو چار دفعہ بھی لذت محسوس ہو جائے تو اس کی چاشنی کا حصہ مل گیا۔ لیکن جسے دو چار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 591-592)

## آنحضورؐ کا طریق عمل

’’آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس ہمارے لئے بہترین اسوہ حسنہ ہے، آپ کی نمازوں کی کیفیت کا یہ حال تھا کہ اتنا لمبا قیام فرماتے کہ پاؤں متورم ہو جاتے اور آپ کو اس کا احساس اور پرواہ نہ ہوتی سجدہ میں اس قدر گریہ وزاری کرتے جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز۔

حضرت مطرفؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے آپ کی گریہ وزاری کی وجہ سے آپ کے سینے سے ایسی آواز نکلتی تھی جیسے چکی کے چلنے کی ہوتی ہے۔‘‘

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب البکاء فی الصلوۃ)

آپ ﷺ بھی حضور قلب کی دعا کرتے ہیں کہ:

عَنۡ ثَابِتِ بۡنِ سَرۡحٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ:کَانَ مِنۡ دُعَاءِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنِیۡ عَیۡنَیۡنِ ھَطَّالَتَیۡنِ تَبۡکِیَانِ بِذُرُوۡفِ الدُّمُوۡعِ وَتُشۡفِقَانِ مِنۡ خَشۡیَتِکَ قَبۡلَ اَنۡ یَّکُوۡنَ الدُّمُوۡعُ دَمًا وَالۡاَضۡرَاسُ جَمۡرًا۔ رَوَاہُ ابۡنُ الۡمُبَارَکِ وَاَحۡمَدُ

(أخرجه ابن المبارك في الزهد)

’’حضرت ثابت بن سرح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی دعوات مبارکہ میں سے ایک دعا مبارک یہ بھی تھی:’’اے اللہ! مجھے ایسی دو آنکھیں عطا فرما جو زور سے برسنے والی ہوں اور برستے آنسوؤں کے ساتھ روئیں اور تیرے عذاب و عتاب سے خوفزدہ ہوں، اس سے قبل کہ آنسو خون بن جائیں اور ڈاڑھیں انگارے (یعنی عذاب نار میں مبتلا ہونے سے قبل اس عذاب کا ڈر اور خوف دل میں پیدا ہو جائے تاکہ آنکھیں آنسوؤں کے ذریعے اس آگ کو بجھالیں اور اس کا ملاحظہ کرنے سے پہلے ہی اس کے بچاؤ کی تدبیر کر لیں)۔‘‘ اس حدیث کو امام ابن المبارک اور احمد نے روایت کیا ہے۔

## صحابہؓ رسول کا نماز میں محویت کا عالم

’’صحابہؓ رسول کی نماز میں محویت کا عجیب عالم ہوتا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی کہ جب فارغ ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے۔ جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ آ کر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہونے پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئے جہاں میں جا داخل ہوا گویا ایک مقام محویت میں جا پہنچا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہوسکتی جب تک دل پر اس کا اثر نہ ہو چھلکوں سے کیا ہاتھ آسکتا ہے۔ محض صورت ہونا کافی نہیں حال ہونا چاہئے۔ علت غائی حال ہی ہے۔ مطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا تو وہ الٹی ہلاکت کی راہیں ہیں۔ انسان جب حال پیدا کر لیتا ہے اور اپنے حقیقی خالق و مالک سے ایسی محبت اور اخلاص پیدا کر لیتا ہے کہ بے اختیار اس کی طرف پرواز کرنے لگتا ہے اور ایک حقیقی محویت کا عالم اس پر طاری ہوجاتا ہے۔ تو اس وقت اس کیفیت سے انسان گویا سلطان بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کا خادم بن جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 33)

## نماز میں ذوق پیدا کرنے کا ایک ذریعہ اپنی زبان میں دعا کرنا

’’نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنے سے بھی توجہ اور حضور قلب حاصل ہوتا ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس حوالے سے فرماتے ہیں نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہئے کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ اسی طرح اپنی زبان میں پڑھنا چاہئے اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے وہ بھی عربی زبان میں پڑھنا چاہئے اور اس کے بعد مقررہ دعائیں اور تسبیح بھی اس طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئے لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہئے اور پھر ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہئے تا کہ حضورِ دل پیدا ہو جائے کیونکہ جس نماز میں حضورِ دل نہیں وہ نماز نہیں آجکل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز کو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں۔ جلدی جلدی نماز ادا کر لیتے ہیں جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بِدعت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 54)

## حضورِ قلب کے لئے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا

حضرت پیر سراج الحق نعمانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دکھ جاوے تو کچھ اپنی جان پر رحم آوے گا اور کچھ تکان ہوگا اور پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہوگی اور اس کے بعد خدا تعالیٰ بھی رجوع برحمت ہوگا اور دریائے رحمت الٰہی جوش مارے گا اور پھر حضور اور خشوع وخضوع اور لذت اور ذوق و شوق پیدا ہوجائے گا۔ لوگ نماز کو جلدی جلدی ادا کر لیتے ہیں اور بعد میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور دیر لگاتے ہیں نظر کہیں ہوتی ہے، ہاتھ کہیں ہوتے ہیں، دل کسی اور طرف لگا ہوتا ہے، حضور کہاں سے ہو حضور اور ذوق جس کو حلاوتِ ایمانی کہتے ہیں وہ تو نماز میں ہونی چاہئے بعض لوگ راگ اور دوسروں سے حضور اور تضرع اور ذوق حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ فضول ہے وہ ایک آنی اور عارضی ذوق ہوتا ہے جو پائیدار نہیں ہوتا جس کو ایک بار سچا اور حقیقی تضرع حاصل ہوجائے۔ قیام رکوع سجدہ میں بہت دیر لگانی چاہئے اور تہجد کی نماز پڑھنی چاہئے۔ میں نے کہا سستی کا بھی کوئی علاج ہے؟ فرمایا اس وقت غسل کر لیا کرو سستی دفعہ ہوجائے گی۔ ہم بھی غسل کر لیا کرتے ہیں۔ نمازِ تہجد سے انسان مقامِ محمود تک پہنچ جاتا ہے۔ مقامِ محمود وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حمد کرتا ہے۔ پھر فرمایا قوالی تو سنی ہوگی میں نے عرض کی ہاں سنی ہوئی ہے۔ فرمایا وجد آیا؟ عرض کیا ہاں آیا۔ فرمایا کہ دیکھو عین قوالی کے وقت وجد آتا ہے قوالی کے بعد نہیں آتا اس طرح نماز کے اندر انسان کو وجد آنا چاہئے جو حقیقی وجد ہے اور قوالی کے وقت عارضی وجد ہے جو آناً فاناً سب ذوق جاتا رہتا ہے اور نماز کا ذوق و شوق وجد حقیقی ہے جو ہمیشہ رہتا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا حقیقی رونا آجاوے تو ہسنا کیسا؟ لوگ قوالی میں روتے ہیں وجد کرتے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہی کیفیت جاتی رہتی ہے جو عارضی ہوتی ہے اور بعد میں سب منہیات اور معاصی کے اس طرح پابند رہتے ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ نے حقیقی لذت اور وجد کو قرآن شریف میں فرمایا کہ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ

(العنکبوت: 45)

یہ بات قوالی سننے والوں کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ عارضی ہے ذوقِ حقیقی سے ذوقِ عارضی کو کیا نسبت ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ نماز میں لذت و سرور اور ذوق و شوق کیونکر حاصل ہو۔ فرمایا تم نے کبھی شراب پینے والوں کو دیکھا ہے۔ عرض کیا ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا اگر ایک پیالی شراب میں نشہ نہ ہو تو شرابی کیا کرے گا۔ عرض کیا اور پیئے گا فرمایا تب بھی نشہ نہ ہوا تو پھر۔ عرض کیا اور پی لے گا فرمایا کب تک۔ عرض کیا جب تک نشہ نہ ہو۔ فرمایا یہی حال نماز میں پیدا کرو۔ نماز کا ذوق اور حضور قلب نماز سے ہی ملے جب تک لذت وسرور حاصل نہ ہو جائے۔ نماز کو زیادہ دیر تک پڑھو۔ لذت وسرور سب کچھ حاصل ہوجائے گا فرمایا انسان کی حالت زمین کی سی ہے بعض جگہ پانچ سات ہاتھ پر پانی نکل آتا ہے بعض مقام پر دس بیس پر پانی نکلتا ہے۔ سو انسان جس قدر جدوجہد کرے گا اسی قدر جلد پانی نکلے گا۔ انسان کو دعاؤں اور نمازوں میں تھکنا اور ماندہ ہونا نہیں چاہئے۔ جیسے کنواں کھودنے والے ناامید نہیں ہوتے ایک روز ایسا ہوتا کہ پانی نکل آتا ہے۔ سو نماز پڑھنے والا کبھی نہ کبھی رحمت الٰہی کے چشمہ کو پا لیتا ہے اور ذوق وشوق کماحقہ حاصل کر لیتا ہے اور یہی انسان کی سعادت اور اس کی خلقت کی علت غائی ہے۔‘‘

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 150-152 مؤلفہ پیر سراج الحق نعمانی)

## متقی کی ایک صفت قیام صلوۃ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام متقی کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’متقی کی دوسری صفت یہ ہے کہ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ یعنی وہ نماز کو کھڑا کرتے ہیں۔ متقی سے جیسا ہوسکتا ہے نماز کھڑی کرتا ہے۔ یعنی کبھی اس کی نماز گرتی ہے پھر اسے کھڑا کرتا ہے۔ اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوجاتے ہیں اور نماز کو گرا دیتے ہیں لیکن یہ نفس اس کی کشاکش میں بھی نماز کو کھڑا کرتا ہے۔ کبھی نماز گرتی ہے مگر یہ پھر اسے کھڑا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے ذریعے ہدایت عطا کرتا ہے۔ اس کی ہدایات کیا ہوتی ہیں؟ اس وقت بجائے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے ان کی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وہ اس کشمکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس غیب کے ذریعے سے انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جس کی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے کامل ہوجاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہوجاتی ہے اور نماز میں ان کو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہو کر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جس کو کھا کر وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہوجاتی ہے۔ وہ نماز اس کے لئے ایک قسم کا نشہ ہوجاتی ہے جس کے بغیر وہ سخت کرب اور اضطراب محسوس کرتا ہے لیکن نماز کے ادا کرنے سے اس کے دل میں ایک خاص سرور اور لذت محسوس ہوتی ہے جس کو ہر شخص نہیں پا سکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذت بیان ہوسکتی ہے اور انسان ترقی کر کے ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اسے ذاتی محبت ہوجاتی ہے اور اس کو نماز کھڑا کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس لئے کہ وہ نماز اس کی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی ہی رہتی ہے۔ اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ انسان پر ایسی حالت ہے کہ اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے۔ اس میں کوئی تکلیف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ جس طرح پر حیوانات اور دوسرے انسان اپنے موکولات اور مشروبات اور دوسری لذت اٹھاتے ہیں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے۔ اس لئے نماز کو خوب سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقی کی جڑ اور زینہ ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ، راست باز قطب گذرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعے۔ خود آنحضرت فرماتے ہیں کہ قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت انسان جب اس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 604-605)

## نماز میں حضور وتوجہ حاصل کرنے کا طریق اور دعا

مولوی نظیر حسین سخا دہلوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نماز میں حصول حضور اور توجہ کا طریق تحریرًا دریافت فرمایا اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

طریق یہی ہے کہ نماز میں اپنے لئے دعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز پر خوش نہ ہو بلکہ جہاں تک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں اور اگر توجہ پیدا نہ ہو تو پنج وقت ہر ایک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر ایک رکعت کے کھڑے ہو کر یہ دعا کریں کہ

’’اے قادر و مطلق ذوالجلال! میں گنہگار ہوں اور اس قدر گناہ کی زہر نے میرے دل اور رگ وریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں تو اپنے فضل وکرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف فرما اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت

دلی دور ہو کر حضور نماز میسر آوے۔‘‘

اور یہ دعا صرف قیام پر ہی موقوف نہیں بلکہ رکوع میں اور سجدے میں اور التحیات کے بعد بھی یہی دعا کریں اور اپنی زبان میں کریں دعا کرنے میں ماندہ نہ ہوں اور تھک نہ جاویں بلکہ پورے صبر اور استقلال سے اس دعا کو پنج وقت کی نمازوں میں اور نیز تہجد کی نماز میں کرتے رہیں۔اور بہت بہت خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں کیونکہ گناہ کے باعث دل سخت ہو جاتے ہیں ایسا کروگے تو ایک وقت میں یہ مراد حاصل ہو جائے گی۔مگر چاہئے کہ اپنی موت کو یاد رکھیں۔آئندہ زندگی کے دن تھوڑے سمجھیں اور موت قریب سمجھیں۔یہی طریق حصول حضور کا ہے۔‘‘

(الحکم 24 مئی 1904ء)

## حضورِ نماز کی ایک اور دعا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نماز میں رقت،حضور قلب اورلذت کی ایک اور دعا سکھلائی ہے۔فرماتے ہیں:

’’نماز کیا چیز ہے۔نماز دراصل رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی اس وقت اس کی نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزہ آتا ہے اسی طرح پھر گریہ وبکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تا کہ صحت حاصل ہو اسی طرح بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو یہ دعا کرے۔‘‘

’’اے اللہ! تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل ایک مردہ حالت میں ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے تو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کر کہ تیرا انس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے تو ایسا فضل کر کہ میں نا بینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جا ملوں۔

جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 615-616)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’یاد رکھو کہ اگر موجودہ ٹکروں والی نماز ہزار برس بھی پڑھی جاوے تو ہرگز فائدہ نہ ہوگا نماز ایسی شے ہے کہ اس کے ذریعہ آسمان انسان پر جھک جاتا ہے۔نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ میں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گری پڑی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ 627)

’’فرمایا سوتم نمازوں کو سنوارو۔۔۔غفلت کی نماز کو ترک کرو نماز وہی ہے جو کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے تک پورے خشوع وخضوع اور حضورِ قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح سے ادا کی جاوے کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔۔۔اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری نماز ادا کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 176-177)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نماز کی یہ خاصیت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 103)

فرمایا:

’’غرض یاد رکھنا چاہئے کہ نماز ہی وہ شے ہے جس سے سب مشکلات آسان ہو جاتے ہیں اور سب بلائیں دور ہوتی ہیں۔مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں۔بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہو جاتا ہے اور آستانہ احدیت پر گر کر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 402)

فرمایا:

’’نماز کے متعلق جس زائد ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اس قدر طبعی جوش اور ذاتی محبت اور خشوع اور کامل حضور میسر آجاوے جو لذات روحانیہ سے سراسر معمور ہو اور دنیاوی رذائل اور انواع اقسام کے معاصی قولی،فعلی اور بصری اور سامعی سے دل متنفر کر دے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’نماز ظاہری پاکیزگی،ہاتھ منہ دھونے اور ناک صاف کرنے اور شرمگاہوں کو پاک کرنے کے ساتھ یہ تعلیم دیتی ہے کہ جیسے میں اس ظاہری پاکیزگی کو ملحوظ رکھتا ہوں اندرونی صفائی اور پاکیزگی اور سچی طہارت عطا کر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور قدوسیت،مجددیت پھر ربوبیت،رحمانیت،رحیمیت،اور اس کے سجانیت کے ملک ملک میں تصرفات اور اپنی ذمہ داریوں کو یاد کر کے اس قلب کے ساتھ ماننے کو تیار ہوں سینہ پر ہاتھ رکھ کر تیرے حضور کھڑا ہوتا ہوں۔اس قسم کی نماز جب پڑھتا ہے اور پھر اس کی خاصیت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔۔۔

پھر پاک کتاب کا کچھ حصہ پڑھے اور رکوع کرے اور غور کرے کہ میری عبودیت اور نیازمندی کی انتہاء بجز سجدے کے اور کوئی نہیں۔جب اس قسم کی نماز پڑھے تو وہ نیازمندی اور سچائی جب اعضاء اور جوارح پر اثر کر چکی تو اور جوش مار کر ترقی کرے گی۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 126)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’اگر نمازوں میں رو رو کر اپنے رب سے مانگیں گے تو اپنے دعوؤں کے مطابق ضرور ہماری دعائیں سنے گا۔پس سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنی نمازوں کو،اپنی دعاؤں کو،اس کے لئے خالص کرنا ہوگا۔اور یہی بنیادی چیز ہے۔اگر نمازوں میں ذوق اور سکون میسر آگیا تو سمجھیں سب کچھ مل گیا۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 220)

پھر ہمارے پیارے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’ہمیشہ یاد رکھیں!اس زمانے کے امام کو مان کر ہمیں اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کرنا ہوگا۔وہ نمازیں پڑھنی ہوں گی جو ہر قسم کی برائیوں سے روک رہی ہوں۔وہ نمازیں پڑھنی ہوں گی جو نیک عمل کی طرف آگے بڑھانے والی ہوں۔اگر ہمارا نمازیں پڑھنا ہماری زندگیوں میں انقلاب نہیں لا رہا تو بڑے فکر کی ضرورت ہے۔۔۔۔پس ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے جو مجاہدہ کرنا ہے اس میں پہلے خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت اور نمازوں کی ادائیگی ہے۔دعاؤں اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ ہے۔پھر اپنی توفیق کے مطابق صدقہ وخیرات کرنا ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 8)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’وہ نمازیں پڑھو جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں صرف دکھاوے کی نمازیں نہ ہوں۔۔۔ان میں باقاعدگی بھی ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہوں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 78)

پھر ایک اور موقع پر فرمایا:

’’نماز ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مومن مومن نہیں کہلا سکتا۔اور پھر یہ کہ نماز پڑھنی کس طرح ہے،سنوار کر ادا کرنی ہے۔نماز کو جلدی جلدی اس لئے ادا نہیں کرنا کہ میں نے اس کے بعد اپنے دنیاوی جھمیلوں کو نمٹانا ہے۔نماز سنوار کر پڑھنے میں بہت سے لوازمات شامل ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 186)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم تمام نصائح پر عمل کرتے ہوئے وہ نمازیں پڑھیں جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوں اور لذت و سرور سے بھر پور ہوں آمین۔

## کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

’’ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟یہی بدظنی،منصوبہ بازی،تکبر،دوسرے کی تحقیر،غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں،شرک،ماموروں کا انکار وغیرہ۔ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی۔میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔‘‘

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

# حضرت ماسٹر محمد پریل رضی اللہ عنہ۔کمال ڈیرہ سندھ

حضرت ماسٹر محمد پریل رضی اللہ عنہ ولد قائم الدین قوم گوپانگ بلوچ کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز (یہ ضلع بننے سے پہلے یہ ضلع نواب شاہ میں تھا) کے قریبی گاؤں کمال ڈیرہ کے رہنے والے تھے بلکہ اس کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''ماہی جو بھان'' آپ کی اصل سکونت بتائی جاتی ہے۔حصول تعلیم کے بعد آپ نے بطور سکول ماسٹر ملازمت کی۔ 1905ء میں قادیان حاضر ہوکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف پایا اور پھر ساری زندگی اخلاص و وفا کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہے اور اس دور دراز علاقے میں تبلیغ احمدیت میں سرگرم رہے۔ اپنی قبول احمدیت کی داستان بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

''اس عاجز کا نام محمد پریل ولد قائم الدین ہے، قوم بلوچ ہے۔کمال ڈیرہ سندھ کا رہنے والا ہوں۔ سال پیدائش 1883ء ہے۔ میری تعلیم سال 1894ء سے شروع ہوئی، 1903ء میں تعلیم سے فارغ ہوکر سکول ماسٹر کے طور پر ملازمت شروع کی۔ ہمارا ایک عزیز کریم داد مجذوب تھا، اُس نے گھر گھر میں اعلان کیا کہ امام مہدی علیہ السلام پیدا ہوگیا ہے اور مشرق کی طرف ہاتھ اٹھاتا تھا۔ ہمارا ایک استاد پیسہ اخبار لاہور سے منگاتا تھا، اُس اخبار نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے بارہ میں مضمون لکھا، ہمارے گاؤں کے دو اصحاب حکیم محمد رمضان صاحب اور محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہما نے وہ مضمون پڑھا جس پر دونوں اصحاب قادیان چلے گئے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی زیارت کر کے بیعت کے فیض سے مشرف ہوکر واپس آئے۔ یہ 1896-97ء کا واقعہ ہے۔(نوٹ:حضرت اخوند محمد رمضان صاحب کی بیعت کا اندارج 1897ء کی ایک نایاب فہرست مبائعین میں یوں درج ہے:''ذی قعدہ 1314ھ مطابق اپریل 1897ء ''مولوی محمد رمضان کمال ڈیرہ ضلع حیدرآباد سندھ''۔بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 644۔ ناقل) میں اُس وقت پڑھتا تھا۔ ایک دن حکیم صاحب مرحوم میرے سکول میں آئے جبکہ سید علی مراد شاہ صاحب بھی میرے پاس بیٹھے تھے، ان دونوں میں مذہبی بات چیت شروع ہوگئی۔ مجھے انہوں نے ثالث مقرر کیا۔حکیم صاحب نے قرآن کریم سے دلائل پیش کیے اور سید صاحب اِدھر اُدھر کی کتابوں سے حوالے پیش کرتے تھے۔ میں نے سید صاحب کو کہا کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں آپ قرآن پیش کریں اور باتیں چھوڑ دیں۔ اس پر سید صاحب موصوف غصہ میں ناراض ہوکر چلے گئے اور میرے والد صاحب اور بزرگوار سے ملے اور انہیں کہا کہ آپ کا لڑکا بھی قادیانی ہوگیا ہے۔ جب میں گھر آیا تو مجھ کو والدین نے ڈانٹا اور کہا کہ تم سیدوں کی کیوں مخالفت کرتے ہو۔ رات کو میں نے رَو رَو کر دعائیں کیں، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میرے گھر میں آگئے ہیں اور ان کے پیچھے بہت جماعت ہے۔ مَیں دوڑ کر حضور کے پاؤں پر گر پڑا ہوں اور کہتا ہوں کہ حضور آپ امام الزماں ہیں مجھ کو بچائیں۔حضورؑ نے مسکرا کر کچھ فرمایا مگر میں نہ سمجھ سکا، آنکھ کھل گئی۔ ایسی نورانی تجلی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ آخر جولائی 1905ء کو اکیلا میں دار الامان چلا گیا اور حضور علیہ السلام کی دستی بیعت کی۔ میرے ساتھ کشمیر کا ایک بوڑھا مولوی تھا اُس نے بیعت کی۔حضورؑ نے بیعت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور پھر میرے لیے دعا مانگیں۔ حضورؑ نے فرمایا کیسی دعا! میں نے عرض کیا حضور سے دین کا علم مجھے بھی آجائے۔حضورؑ نے دوسری بار دعا مانگی۔ پھر میں نے عرض کیا حضور کوئی کتاب پڑھنے کے لیے عطا فرمائیں۔ اس وقت مکرم مہدی حسین صاحب مرحوم موجود تھے، اُن کو حضور نے فرمایا ان کو تین کتابیں دے دیں: سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق اور حقیقۃ الوحی کا آخری جز۔ (نوٹ: حقیقۃ الوحی کا ہونا محل نظر ہے کیونکہ یہ 1906ء میں لکھی جانی شروع ہوئی اور 1907ء میں شائع ہوئی جبکہ آپ نے اپنا سفر 1905ء میں بتایا ہے۔ ناقل) میں پندرہ روز دار الامان رہ کر پھر واپس آ گیا۔ اس طرح میں نے جو کچھ دیکھا وہ ذیل میں عرض کرتا ہوں:

''پہلے دن ظہر کی نماز کے وقت میں مسجد مبارک میں پہنچا، میں نے السلام علیکم یا نبی اللہ کہہ کر حضور کے دست مبارک کو چوما، پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بھی مصافحہ کیا۔حضورؑ نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا حضور حیدرآباد سندھ سے۔حضورؑ نے فرمایا سندھ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا حضور بہت سے دشمن بھی ہیں اور بہت سے دوست بھی ہیں۔حضورؑ نے فرمایا آپ کی کل بیعت لیں گے۔ اس زمانے میں مولوی محمد علی صاحب مرحوم کا دفتر مسجد مبارک میں تھا۔مسجد مبارک بہت چھوٹی تھی۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مسجد مبارک وسیع کرنے کا الہام ہو چکا تھا۔حضورؑ نے مسجد کو وسیع کرانے کے لیے حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا۔''

(الفضل یکم جون 1958ء صفحہ 6)

ایک اور جگہ اپنے سفر قادیان کے متعلق آپؓ بیان فرماتے ہیں:

''مَیں کم و بیش پندرہ بیس روز مہمان خانہ میں مقیم رہا۔مولوی نجم الدین صاحب مرحومؓ (مراد حضرت مولوی نجم الدین بھیروی یکے از 313 صحابہ۔ ناقل) نے میری بہت خدمت کی۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب مرحوم ایم اے کا دفتر مسجد مبارک میں ہی تھا۔ مَیں نے ان سے قلم دوات اور کاغذ لے کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں خط لکھا۔ چونکہ زبان پر عبور حاصل نہ تھا اس لیے نصف اردو اور نصف سندھی میں اپنا مفہوم ادا کیا۔ یہ خط حضرت نانا جان مرحوم میر ناصر نواب صاحبؓ کے ذریعہ حضورؑ کی خدمت میں پہنچا دیا۔حضرت میر صاحبؓ مرحوم میرا خط پڑھ کر فرمانے لگے کہ کیا آپ سے ابھی تک بیعت نہیں لی گئی؟ میرا یہ خط لے کر آپ حضورؑ کی خدمت میں تشریف لے گئے، تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ حضور عصر کی نماز میں تشریف لائیں گے تو اس وقت آپ سے بیعت لیں گے۔ظہر اور عصر کا درمیانی وقفہ مَیں نے مسجد مبارک میں ہی گذارا۔عصر کی اذان ہوئی تو حضور تشریف لے آئے اور دروازہ سے قدم باہر رکھتے ہی ارشاد فرمایا ''وہ دوست جو سندھ سے تشریف لائے ہیں، کہاں ہیں؟'' مَیں احترامًا کھڑا ہوگیا۔حضورؑ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ''انہیں تو اُردو نہیں آتی مَیں بیعت کس طرح لوں'' مَیں نے عرض کی حضور! مَیں تھوڑی بہت اُردو جانتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا ''کیا آپ کچھ عرصہ پنجاب میں بھی رہے ہیں؟'' مَیں نے بیان کیا کہ حضور پنجاب میں رہا تو نہیں البتہ حضور کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔حضورؑ نے از راہ شفقت فرمایا بیٹھ جایئے۔ حضورؑ نے میری بیعت لی ..... اُس وقت کی مسجد مبارک موجودہ مسجد سے بالکل مختلف تھی، موجودہ مسجد وسیع ہے لیکن وہ نہایت ہی مختصر تھی.... موسم گرما میں مَیں حضورؑ کو پنکھا کیا کرتا تھا۔حضورؑ جس وقت اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما ہوتے تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے تازہ تازہ غسل فرما کر تشریف لائے ہیں.... مَیں نے حضورؑ کو کبھی افسردہ اور غمگین نہیں دیکھا، ہمیشہ آپ کے چہرے پر بشاشت اور شگفتگی نظر آتی تھی۔حضورؑ تبسم فرما کر اپنے احباب کی خوشی میں شریک ہوتے تھے۔''

(ماہنامہ الفرقان ربوہ نومبر 1961ء صفحہ 23-24)

اسی طرح رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 92 پر بھی آپؓ کی یہی روایات مختصر انداز میں درج ہیں۔ اخبار بدر یکم نومبر 1906ء صفحہ 14 پر ''سلسلہ حقہ کے نئے ممبر'' کے تحت سب سے اوّل آپ کا نام ''محمد پریل صاحب۔ کمال ڈیرہ ضلع حیدرآباد سندھ'' درج ہے۔ آپ سندھ جیسے دور دراز علاقے میں احمدیت کا ایک عمدہ نمونہ تھے، ہر آن تبلیغ احمدیت میں کوشاں رہتے تھے اور اپنی کارگزاری کی رپورٹیں بغرض دعا خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھجوایا کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ کے ایک خط کا ذکر یوں محفوظ ہے:''محمد پریل ہندی (سہو ہے، سندھی ہونا چاہیے۔ ناقل) کا خط پیش ہوا۔فرمایا بڑے مخلص آدمی ہیں، خدا انہیں کامیاب کرے۔''

(بدر 27 فروری 1913ء صفحہ 10)

خلافت ثانیہ میں بھی جماعتی لٹریچر میں آپؓ کا ذکر دیکھنے کو ملتا ہے۔ اخبار الفضل 24 نومبر 1915ء صفحہ 9 پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی مفصل تبلیغی رپورٹ بھجوانے کا ذکر ہے۔ ایک اور جگہ آپ لکھتے ہیں:''سکرنڈ (سندھ) سے محمد پریل صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں سندھی اشتہارات تقسیم کیے جاتے ہیں اور امید ہے کہ رفتہ رفتہ لوگ حق کو سمجھ لیں گے۔ چند روز ہوئے ہیں کہ بوجہ میرے

بقیہ صفحہ 12 پر

رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد برطانیہ

# سیّدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ امریکہ 2022ء

## 28/ستمبر 2022ء بروز بدھ
## قسط 3

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پچاس منٹ پر ’’مسجد فتح عظیم‘‘ میں تشریف لا کر نماز پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

### انفرادی ملاقاتیں

آج صبح کے اس سیشن میں 42 فیملیز کے 186 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج زائن (Zion) کی جماعت کے علاوہ ڈیٹرائٹ (Detroit)، میامی (Miami)، شکاگو، لاس اینجلس، ڈیٹن، Sacramento, Silicon Valley, Minnesota, Milwukee, جارجیا، سینٹ لوئس، اوش کوش، آسٹن اور Kansas City کی جماعتوں سے آنے والے احباب اور فیملیز نے بھی شرف ملاقات پایا۔ بعض مقامات سے احباب بڑے طویل ترین سفر طے کرکے ملاقات کے لیے پہنچے تھے۔ Kansas سے آنے والی فیملیز 556 میل، جارجیا سے آنے والی 748 میل، لاس اینجلس سے آنے والی فیملیز 2046 میل اور Sacramento سے آنے والی فیملیز اور احباب 2070 میل کا سفر طے کرکے پہنچے تھے۔

آج ملاقات کرنے والی فیملیز میں بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جو پاکستان سے ہجرت کرکے یہاں آئے تھے اور اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور سے مل رہے تھے۔ ان کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ انہوں نے اپنے پیارے آقا کے قرب میں جو چند لمحات گزارے وہ ان کی ساری زندگی کا سرمایہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک برکتیں سمیٹتا ہوا باہر آیا اور ان کی تکالیف اور پریشانیاں راحت و سکون میں بدل گئیں۔

### ملاقاتیوں کے تاثرات

• شکاگو ایسٹ سے آنے والے عبدالنور سلمان صاحب کہنے لگے کہ میں ملاقات کا احوال الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ یہ میری ساری زندگی کا یادگار ترین واقعہ ہے۔ میں نے حضور کے چہرے سے نور نکلتے دیکھا ہے۔

• شکاگو سے آنے والے ایک دوست جب ملاقات کرکے دفتر سے باہر نکلے تو رونے لگ گئے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے بڑی مشکل سے بات کر رہے تھے۔ کہنے لگے کہ حضور نے مجھے فرمایا ہے کہ نماز پڑھو، نماز پر توجہ دو کہ یہ ہے تمام مشکلات کا حل۔

• ایک خاتون بینش احمد کہنے لگیں کہ یہ آج کی ملاقات میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی جو آج پوری ہوگئی۔ یہ بات کہتے ہوئے موصوفہ رونے لگ گئی کہنے لگیں کہ میں خوش قسمت ہوں کہ اتنی بڑی جماعت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے یہ موقع عطا فرمایا ہے۔

• ایک دوست شاہد احمد صاحب نے کہا کہ میں 46 سال کا ہوگیا ہوں اور کبھی ملاقات نہیں کی۔ مجھے اپنی ساری زندگی میں اس دن کا انتظار تھا۔ مجھے ایسا روحانی تجربہ ہوا ہے کہ میں اس کو بیان نہیں کرسکتا۔

• ایک صاحب زیرک محمود صاحب کہنے لگے کہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میں تو پاکستان میں تھا۔ خدا تعالیٰ مجھے امریکہ لے کر آیا اور یہاں مجھے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔

• ایک دوست سید جمشید علی صاحب ملاقات کرکے باہر آئے تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ بہت خوشی کا اظہار کر رہے تھے کہ میں تو اپنے بزنس کی کامیابی کے لیے دعائیں لے کر آیا ہوں۔

• Zion جماعت کے ایک دوست اعجاز الحق صاحب کہنے لگے کہ حضور انور نے مجھے فرمایا ہے کہ اب آپ نے اس مسجد کو آباد کرنا ہے اور پانچوں نمازوں کی ادائیگی پر توجہ دینی ہے۔

• ایک دوست زاہد احمد صاحب جو جماعت Sacramento سے 2072 میل کا فاصلہ طے کرکے ملاقات کے لیے آئے تھے کہنے لگے کہ مجھے اس قدر خوشی ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آج میں امریکہ میں صرف حضور کی وجہ سے ہی ہوں۔ حضور نے پاکستان میں میری فیملی کا وظیفہ لگوایا تھا اور اس بابرکت وظیفہ سے میرے چار بھائیوں نے ڈگریاں حاصل کیں اور اسی وظیفہ سے میں نے IT میں ماسٹر ڈگری حاصل کی اور آج اسی ڈگری کی بدولت امریکا میں ملازمت حاصل کی ہے۔

• ایک صاحب میجر نعیم احمد جو شکاگو سے آئے تھے کہنے لگے کہ ہم نے یہ مسجد بنوائی ہے۔ ہم اس مسجد کے بنانے والے تھے۔ حضور نے مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ آپ لوگوں نے انتہائی زبردست مسجد بنوائی ہے۔ گیسٹ ہاؤس میں اور مسجد میں کوئی کمی نہیں رہنے دی۔

• ایک دوست حافظ علی اصغر صاحب جو Los Angeles سے 2046 میل کا فاصلہ طے کرکے ملاقات کے لیے آئے تھے کہنے لگے کہ حضور نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اور زیادہ قرآن کریم کو سنو اور پڑھو تاکہ حفظ قرآن ٹھیک رہے۔

• ایک دوست بشارت بارگے صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں آٹھ سال قبل ساؤتھ افریقہ سے امریکہ آیا تھا۔ میں نے بھی مسجد کی تعمیر میں مدد کی ہے۔ حضور سے ملاقات کرکے ہم بے حد خوش ہیں۔ مجھے تسکین قلب حاصل ہوئی ہے۔

• لاس اینجلس سے 2046 میل کا سفر طے کرکے آنے والے ایک دوست احمد علی خالد صاحب جب ملاقات کے بعد دفتر سے باہر نکلے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور دل جذبات سے بھرا ہوا تھا۔ کہنے لگے میری زندگی کی ایک ہی خواہش تھی وہ آج اللہ تعالیٰ نے پوری کردی ہے۔

• ڈیٹرائٹ (Detroit) سے آنے والے ایک دوست بشارت احمد صاحب نے کہا کہ میں اپنے جذبات کو بیان کرنے کی سکت نہیں پاتا یہ میری زندگی میں پہلی ملاقات تھی۔ آج میں انتہائی خوش قسمت ہوں۔ ہم نے حضور انور کی دعائیں حاصل کیں۔

• جماعت شکاگو ایسٹ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نوید ساہی صاحب نے کہا کہ اس وقت میرا دل جذبات سے بھرا ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے میری اپنی فیملی کے ساتھ یہ پہلی ملاقات تھی۔ مجھے پتا نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ میں بہت Excited ہوں کچھ بیان نہیں کرسکتا۔

• ایک دوست طاہر احمد صاحب جو شکاگو جماعت سے آئے تھے ملاقات کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم اپنے آقا کے سامنے بول بھی نہیں سکتے تھے۔ کوئی بات ہی نہیں کرسکے۔ ہم نے سوالات کی تیاری بھی کی تھی کہ حضور سے یہ باتیں کریں گے لیکن جونہی حضور انور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو پھر ہم سب کچھ بھول گئے۔ میرا سارا جسم کانپ رہا تھا۔ ہم ایک اور ہی دنیا میں تھے۔

• شکاگو کے ایک دوست محمد زکریا صاحب کہنے لگے کہ میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ حضور انور نے میری بیٹی کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور اپنے ساتھ لگایا۔ ہم نے برکتیں حاصل کیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فتح عظیم میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں تشریف لاکر پودا لگایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

### اجتماعی ملاقات

پروگرام کے مطابق چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں مرد احباب کا ایک گروپ کی صورت میں اجتماعی ملاقات کا پروگرام تھا۔ اس گروپ میں شامل افراد کی تعداد 27 تھی جو مقامی جماعت Zion کے علاوہ دیگر چودہ جماعتوں سے آئے تھے۔ ان میں سے بعض دوست Kentucky سے 452 میل اور جارجیا سے 748 میل کا سفر طے کرکے آئے تھے جب کہ سیاٹل (Seattle) سے آنے والے 2014 میل اور پورٹ لینڈ (Portland) سے آنے والے 2087 میل کا طویل سفر طے کرکے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لیے پہنچے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت باری باری

تمام احباب سے ان کا تعارف حاصل کیا۔ ان سے دریافت فرمایا آپ کہاں سے آئے، کب آئے، کیا کام کر رہے ہیں۔حضور انور نے ازراہ شفقت ہر ایک سے اس کا حال دریافت کیا۔ جو طالب علم تھے ان کو حضور نے قلم عطافرمائے جو چھوٹی عمر کے بچے اپنے باپ کے ساتھ تھے حضور انور نے ازراہ شفقت ان کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

•ایک دوست گلفام اشرف صاحب نے بتایا کہ گوجرانوالہ سے تعلق ہے۔حضور انور کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ کمپیوٹر سائنس میں بیچلر کیا ہوا ہے اور اب حضور انور ملاقات کرلی ہے تو ان شاء اللہ العزیز ملاقات کی برکت سے مجھے جاب (Job) بھی مل جائے گی۔

موصوف نے بعد ازاں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضور انور کو محض دیکھ کر ہی اپنے ایمان میں بہت طاقت حاصل کی ہے۔حضور انور کی صحبت میں بیٹھ کر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آ گیا۔حضور انور کی صحبت نے مجھے دین کی مزید خدمت کرنے کا احساس دلایا ہے۔

•ایک دوست ظفر سلیم صاحب جو ملواکی جماعت سے آئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ کہنے لگے بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ خلیفہ ہمارا ہے اور ہم اس کے ہیں۔حضور نے جس شفقت اور پیار سے بات کی ہے محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے اوپر خلیفۂ وقت کا سایہ ہے۔

•میاں انور احمد جو شکاگو سے آئے تھے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ زندگی میں میری حضور انور سے پہلی ملاقات تھی۔ جب میں حضور سے بات کرنے لگا تو میرے ہاتھ کانپ رہے تھے۔میری زندگی کی خواہش آج پوری ہو گی ہے۔

•Zion جماعت سے ایک نوجوان Achraf Issam صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا تعلق مراکش سے ہے اور میں صدر جماعت مراکش اعصام الخامسی کا بیٹا ہوں۔ 2011 ء سے امریکہ میں ہوں اور یہاں پڑھائی مکمل کر کے کام کر رہا ہوں۔موصوف نے ملاقات کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ باوجود اس کے کہ یہ گروپ ملاقات تھی لیکن پھر بھی ہمیں بہت زیادہ وقت ملا۔ میرے لیے تو یہ بڑے خاص لمحات تھے۔ میں گزشتہ چند دن سے مسلسل ڈیوٹی پر تھا لیکن آج اس ملاقات نے مجھ میں دوبارہ جان ڈال دی ہے۔ مجھے ایک نئی زندگی عطا ہوئی ہے۔

•محمد اسلم صاحب جو کہ ڈیٹرائٹ (Detroit) سے آئے تھے کہنے لگے کہ خدا کے نور کی تجلی میرے سامنے تھی۔حضور کی توجہ مجھ پر تھی۔ مجھے زندگی میں سب کچھ مل گیا۔

•ایک طالب علم سمیع اللہ صاحب جو کہ Richmond جماعت سے آئے تھے کہنے لگے کہ حضور سے ملاقات میرے لیے ایک خاص تجربہ تھا۔ مجھ سے بات نہیں ہو رہی تھی۔ میں نے اپنی پڑھائی کی مدد کے لیے حضور انور سے قلم کی درخواست کی۔حضور نے مجھے قلم عطا فرمایا مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے گا۔

•جماعت St.Louis سے آنے والے ایک دوست سید ظہیر احمد شاہ صاحب کہنے لگے کہ میرے پاس بات کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ جو میں محسوس کر رہا ہوں جو میری اس وقت حالت ہے میں بیان نہیں کرسکتا۔

•حیدرآباد (انڈیا) سے آنے والے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ میں 8 ماہ پہلے یہاں امریکہ میں آیا ہوں۔ IT میں ماسٹرز کرنے آیا ہوں۔ میری شدید خواہش تھی کہ حضور انور سے ملاقات ہو آج اللہ تعالیٰ نے میری خواہش پوری کر دی ہے۔

•حیدرآباد (انڈیا) سے آنے والے ایک اور دوست نے عرض کیا کہ وہ بھی حیدرآباد انڈیا سے ہیں اور انجینئرنگ مینجمنٹ میں ماسٹرز کر رہے ہیں۔ ان سبھی نے حیدرآباد جماعت کے ممبران اور اپنے عزیز و اقارب کا سلام حضور انور کو پہنچایا اور دعا کی درخواست کی۔حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔حضور انور نے فرمایا آپ لوگ IT کمپیوٹر سائنس میں ماسٹرز کرنے یہاں آئے ہوئے ہیں جبکہ انڈیا اس فیلڈ میں بہت آگے ہے اور وہاں تعلیم کا معیار بہت اچھا ہے۔

•اس اجتماعی ملاقات کے آخر پر تمام افراد نے باری باری حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

چھ بجکر 45 منٹ پر یہ ملاقات اپنے اختتام کو پہنچی۔

بعد ازاں حضور انور ایک دوسرے ہال میں تشریف لے گئے جہاں لجنہ گروپ کی حضور انور کے ساتھ اجتماعی ملاقات تھی۔خواتین کی تعداد 80 تھی جو کہ جماعت زائن (Zion) کے علاوہ دیگر سترہ مختلف جماعتوں اور علاقوں سے آئی تھیں۔ جماعت جارجیا (Georgia) سے آنے والی خواتین 748اور Miami سے آنے والی 1408میل اور سیاٹل سے آنے والی خواتین 2014 میل کا فاصلہ طے کر کے حضور انور سے ملاقات کے لیے پہنچی تھیں۔

جب کہ Los Angeles سفر کر کے آنے والی 2046 میل اور پورٹ لینڈ (Portland) سے آنے والی خواتین 2087 میل کا طویل سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لیے پہنچی تھیں۔

حضور انور نے خواتین سے ان کا تعارف اور تعلیم اور کیریئر کے بارے میں دریافت فرمایا۔ طالبات کو حضور انور نے ازراہ شفقت قلم عطا فرمائے اور چھوٹی بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعض خواتین نے حضور کی خدمت میں اپنی ''اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ'' کی انگوٹھیاں تبرک کرنے کی درخواست کی حضور نے ازراہ شفقت اس درخواست کو قبول فرمایا۔بعض خواتین نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

لجنہ کے ساتھ یہ ملاقات ساڑھے سات بجے تک جاری رہی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لیے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فتح عظیم میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشا جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ عُمُرِهٖ وَاَمْرِهٖ

(کمپوزر: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

# آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 63

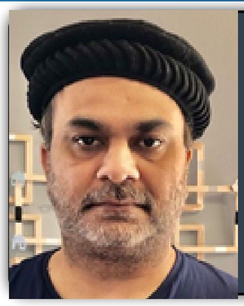

## باب حروف

گزشتہ سبق حروف استدراک کے بیان پر ختم ہوا تھا۔ اس ضمن میں جو آخری مثال دی گئی تھی اس میں لفظ بلکہ لکھنے میں چھوٹ گیا تھا اسے درست کر لیں۔ ہمارے گھر میں ایک نہیں بلکہ دو درخت ہیں۔ آج کا سبق حروف استثنا سے شروع کرتے ہیں۔

## حروف استثناء

یہ حروف ہیں: مگر، پر، اِلّا، اِلّا ماشاءاللہ، بجز، سوائے وغیرہ اور ان کا کام اس چیز کی نشاندہی کرنا ہوتا ہے جو اکا دکا کی حیثیت رکھتی ہو اور جہاں باقی تمام چیزیں اس گروہ یا جماعت کی ایک کام کر رہی ہوں وہاں وہ ایک آدھی چیز ہو جو ویسا نہ کر رہی ہو۔ سب بچے صحت مند ہیں سوائے زید کے۔ سب آئے مگر وہ نہیں آیا۔ الّا ماشاءاللہ تمام ممالک ہی معاشی مشکلات کا شکار ہیں۔ اسی طرح یہ الفاظ کسی کی امتیازی حالت، مقام یا کام کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے سب تھک گئے مگر اس نے ہمت نہ ہاری اور جیت گیا۔ پھول تو سارے ہی خوبصورت ہوتے ہیں پر گلاب کی بات ہی کچھ اور ہے۔

## حرف شرط: تو، اگر

اب اگر تم نے محنت نہ کی تو میں تمہاری کوئی مدد نہیں کروں گا۔ یعنی ان الفاظ کے ذریعے دو باتوں میں ایسا تعلق بیان کیا جاتا ہے جو پہلی صورت حال سے مشروط ہوتا ہے۔ جیسے اگر تم نے قرض وقت پر مقررہ شرائط کے مطابق ادا نہ کیا تو بینک سے مزید قرض نہیں ملے گا۔ اب اگر تم نے میرے بات نہ مانی تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔ غالب کہتے ہیں: جو دوئی کی بُو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کے معبود ہونے کا ذرا سا بھی امکان ہوتا تو پھر دو کیا اس کے علاوہ کئی معبود ہوتے کیونکہ وہ واحد و یگانہ ہے اور کوئی دوسرا نہیں اس لئے تین چار کی بحث ہی بیکار ہے۔ دوئی کے معنی ہیں دوسرا ہونا اور بُو ہونا کا مطلب ہے امکان ہونا۔

جب کسی شرط کے ساتھ معاملات بیان کئے جاتے ہیں تو پھر اس سے اگلی حالت پر بھی بات کی جاتی ہے اور اس حصہ میں یہ بتایا جاتا ہے کہ شرط یعنی Condition پوری نہ ہونے کی صورت میں کیا نتائج سامنے آئیں گے۔ جیسے اگر بارش ہوگئی تو ہم جا نہیں سکیں گے۔ یہاں شرط ہے بارش کا ہونا یا نہ ہونا اور اس کا لازمی نتیجہ ہے سفر جاری رکھ سکنا یا جاری نہ رکھ سکنا۔ پھر شرط پوری نہ ہوسکنے کے نتیجے میں کیا ہوگا یہ بیان کرنے کے لئے بعض الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے ورنہ، نہیں تو اور تو۔ جیسے وہ اگر آجائے تو ٹھیک ورنہ مجھے خود جانا پڑے گا۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں نہیں تو میں جا رہا ہوں۔ بارش ہوگئی تو کیا ہم گھر بیٹھ جائیں گے۔

## حروف علت: سو، پس، اس لئے، لہٰذا، کیونکہ وغیرہ

جیسا کے الفاظ سے بھی واضح ہو رہا ہے یہ الفاظ نتائج، خلاصہ کلام وغیرہ کو ظاہر کرنے سے پہلے آتے ہیں، اسی طرح یہ الفاظ وجوہات کو بھی بیان کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مصرعہ بطور مثال دیکھتے ہیں۔ عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو، ہر جفت even عدد دو 2 پر دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے پس 8 بھی دو پر تقسیم ہوگا۔ چوٹ لگ گئی نا، اس لئے کہا تھا تیز مت بھاگو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب علمی خزانہ ہیں لہٰذا ان کتب کو پڑھنے سے انسان علم سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

گزشتہ سبق میں حروف عطف کی تعریف بیان ہوئی تھی یاد دہانی کے لئے دوبارہ بیان کرتے ہیں۔ حروف عطف وہ الفاظ ہوتے ہیں جو دو لفظوں یا جملوں کو ملا کر ایک ہی حالت میں کر دیتے ہیں۔ پس بعض حروف عطف بھی علت و معلول یعنی Cause and effect کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں حروف عطف جوڑا جوڑا بن کر آتے ہیں۔ یعنی دو حروف عطف ایک ہی جملے میں آتے ہیں۔ پہلا جوڑا: چونکہ، اس لئے۔ جیسے: چونکہ آپ گھر پر نہیں تھے اس لئے میں نہیں آیا۔ تا، تا کہ اور مبادا بھی اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً سامان بھجوا دیں تا کہ جلد روانہ ہو سکے۔ میں وضاحت کر دوں مبادا کسی کو غلط فہمی ہو جائے۔

## حروف تخصیص

ان حروف کا مقصد کسی اسم یعنی noun یا فعل یعنی Verb کو خاص کرنا ہوتا ہے۔ حروف تخصیص یہ ہیں: ہی، تو، بھی، ہر۔ تو کی مثال: لگتا ہے کوئی خاص ہی بات ہے! نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔ یہاں ہی اور تو دو حروف تخصیص استعمال ہوئے ہیں۔ اس کا رویہ ایسا برا تو نہیں تھا جیسا اب ہوگیا ہے۔ یعنی برا تو تھا مگر ایسا تو نہیں تھا، یعنی اس کا رویہ اب ایک خاص حد تک برا ہو گیا ہے۔ بھی کی مثال: جو سب کھائیں گے وہ ہم بھی کھا لیں گے۔ یہ جو مثالیں دی گئیں ہیں یہ اسم کے ساتھ حروف تخصیص کی مثالیں ہیں۔

فعل یعنی Verb کے ساتھ بھی یہ حروف استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: ٹھیک ہے اسے سمجھانا آسان کام نہیں مگر کسی نے تو اسے سمجھانے کی کوشش کی ہوتی۔ ہر کی مثالیں: ہر شخص اپنی اپنی فکر میں مبتلا ہے۔ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے۔ ہر کے بعد عام طور پر واحد کا صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے انگریزی میں Every کے بعد Singular Subject آتا ہے۔ جیسے ہر ایک کا انگریزی معنی ہے Everyone۔ مزید مثالیں: ہر ایک آدمی پر لازم ہے کہ اپنا فرض ایمانداری سے ادا کرے۔ یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

اس طرح ہر کسی اور کوئی کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ہر کسی سے راز کی بات نہیں کہنی چاہیے۔ ہر کوئی جو جلسہ پر جاتا ہے خوش ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پہلا سرچشمہ جو تمام طبعی حالتوں کا مورد اور مصدر ہے اس کا نام قرآن شریف نے نفس امارہ رکھا ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ (یوسف: 54)۔ یعنی نفس امارہ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جو اس کے کمال کے مخالف اور اس کی اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے جھکاتا ہے اور ناپسندیدہ اور بد راہوں پر چلانا چاہتا ہے۔ غرض بے اعتدالیوں اور بدیوں کی طرف جانا انسان کی ایک حالت ہے جو اخلاقی حالت سے پہلے اس پر طبعاً غالب ہوتی ہے اور یہ حالت اس وقت تک طبعی کہلاتی ہے جب تک کہ انسان عقل اور معرفت کے زیر سایہ نہیں چلتا بلکہ چارپایوں کی طرح کھانے پینے، سونے جاگنے یا غصہ اور جوش دکھلانے وغیرہ امور میں طبعی جذبات کا پیرو رہتا ہے اور جب انسان عقل اور معرفت کے مشورہ سے طبعی حالتوں میں تصرف کرتا اور اعتدال مطلوب کی رعایت رکھتا ہے اس وقت ان تینوں حالتوں کا نام طبعی حالتیں نہیں رہتا بلکہ اس وقت یہ حالتیں اخلاقی حالتیں کہلاتی ہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 316-317)

## اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

**سرچشمہ:** کسی چیز کی اصل وجہ، وہ جگہ جہاں سے کوئی چشمہ یا دریا برآمد ہوتا ہے، کسی بھی چیز کے نکلنے کی جگہ، منبع، مبدا Origin and Source

**طبعی حالت:** natural, inborn, physical condition انسان کی وہ حالت جو کسی بھی شعوری تبدیلی سے پہلے خود بخود پیدائشی طور پر موجود ہوتی ہے۔

**مورد و مصدر:** Origin and source وہ مقام جہاں سے کوئی چیز پھوٹتی ہو، شروع ہوتی ہو رہی ہو۔

**اخلاقی حالت:** شعوری اور عقلی حالت۔ Morality

**زیر سایہ چلنا:** اختیار کر لینا۔ لائحہ عمل بنا لینا۔

**چارپائے:** چار ٹانگوں والے جانور، مویشی۔

**پیرو:** پیروی، اطاعت کرنے والا۔

**تصرف کرنا:** ردوبدل، تغیر و تبدل، عمل، اقدام، طریق کار۔

**اعتدال مطلوب کی رعایت:**

To get a required balanced state of morality and rationality.

# ایڈیٹر کے نام ایک ذاتی نوعیت کا خط

## مطالعہ کتب کی درخواست اور نقشہ دیوار مسجد مبارک قادیان

**مکرم قریشی طاہر احمد ناصر۔ملبورن آسٹریلیا سے لکھتے ہیں۔**

الحمدللہ ان دنوں تاریخِ احمدیت کا مطالعہ کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ جلد اول پڑھ لی ہے اور جلد دوم میں جدی بھائیوں کی طرف سے آپ علیہ السلام کے گھر کے راستہ میں دیوار کھینچنے کا واقعہ پڑھا تو بڑی شدت سے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں اس دل آزار دیوار کا نقشہ دیکھ سکوں۔

کیا الفضل اس سلسلہ میں میری مدد کرسکتا ہے کہ اس موقع کا نقشہ مل جائے اور میں تصّور کی آنکھ سے اس جگہ اپنے آپ کو موجود محسوس کرسکوں۔

الحمدللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ساری ہی کُتب کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے مگر اس طرح حضرت اقدسؑ کی مبارک زندگی کے مختلف ادوار کو سال وار پڑھنا ایک اور ہی طرح کا دِلی تاثر اورعقیدت کا سا سرور روح میں پیدا کرتا ہے مگر اس ضمن میں حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خاںؓ کا تبصرہ میرے اس تاثر کو مزید تقویت عطا کرتا ہے۔

آپؓ لکھتے ہیں:

***"دوسری جلد کے ختم کرنے پر میری طبیعت اس قدر متاثر تھی اور میرے دل پر اس قدر شدید احساس تھا کہ گویا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی صحبت اقدس میں کئی گھنٹے گزار کر اُٹھا ہوں"***

چوہدری صاحب کے اس تبصرہ نے تو دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ اس سے مزید عقیدت اور انس کے اظہار کے لئے الفاظ ملنا مشکل ہیں۔

---

**نوٹ از ایڈیٹر۔مطالعہ کتب ایمانوں کو جلا بخشنے اور دینی علم کے اضافہ کے لئے بہت ضروری ہے۔ بالخصوص کتب امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اگر وقت میسر نہ ہو تو الفضل آن لائن کے صفحہ نمبر ایک کا مطالعہ کرنے کی عادت خود بھی اپنائیں اور اپنے عزیز و اقارب اور بچوں سے بھی پڑھنے کی درخواست کریں جس میں ایک ہی صفحہ پر ایک ہی موضوع پر آیت قرآنی، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ موجود ہوتے ہیں۔ ہمارے موجودہ امام بھی اس طرف توجہ دلا چکے ہیں۔**

## یہاں نقشہ دیوار قارئین کے استفادہ کے لئے پیش ہے

### تفصیل بابت حصہ نقشہ نمبر۲ (حصہ الدّار)

(۱) کمرہ ولادت حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیحؓ الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (ولادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

(۲) ایک کمرہ زیر سقف بیت الفکر نمبر ا۔

(۳) کُوچہ جس پر مسجد مُبارک تعمیر شدہ ہے۔

(۴) گول کمرہ۔

(۵) دیوار جو مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین صاحبان نے بنائی اور اس سے مسجد مبارک میں آمد و رفت رُک گئی اور عدالت کے حُکم سے گرائی گئی۔

(دیکھئے حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۶ و صفحہ ۲۷۱)

(٦) یہاں مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین صاحبان کا افتادہ خراس ہوتا تھا۔ جو ۱۹۰۷ء میں اُن سے خرید کر دفتر تعمیر ہؤا اور اوپر مسجد مُبارک کی توسیع اوّل کی گئی۔

(اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 269-270)

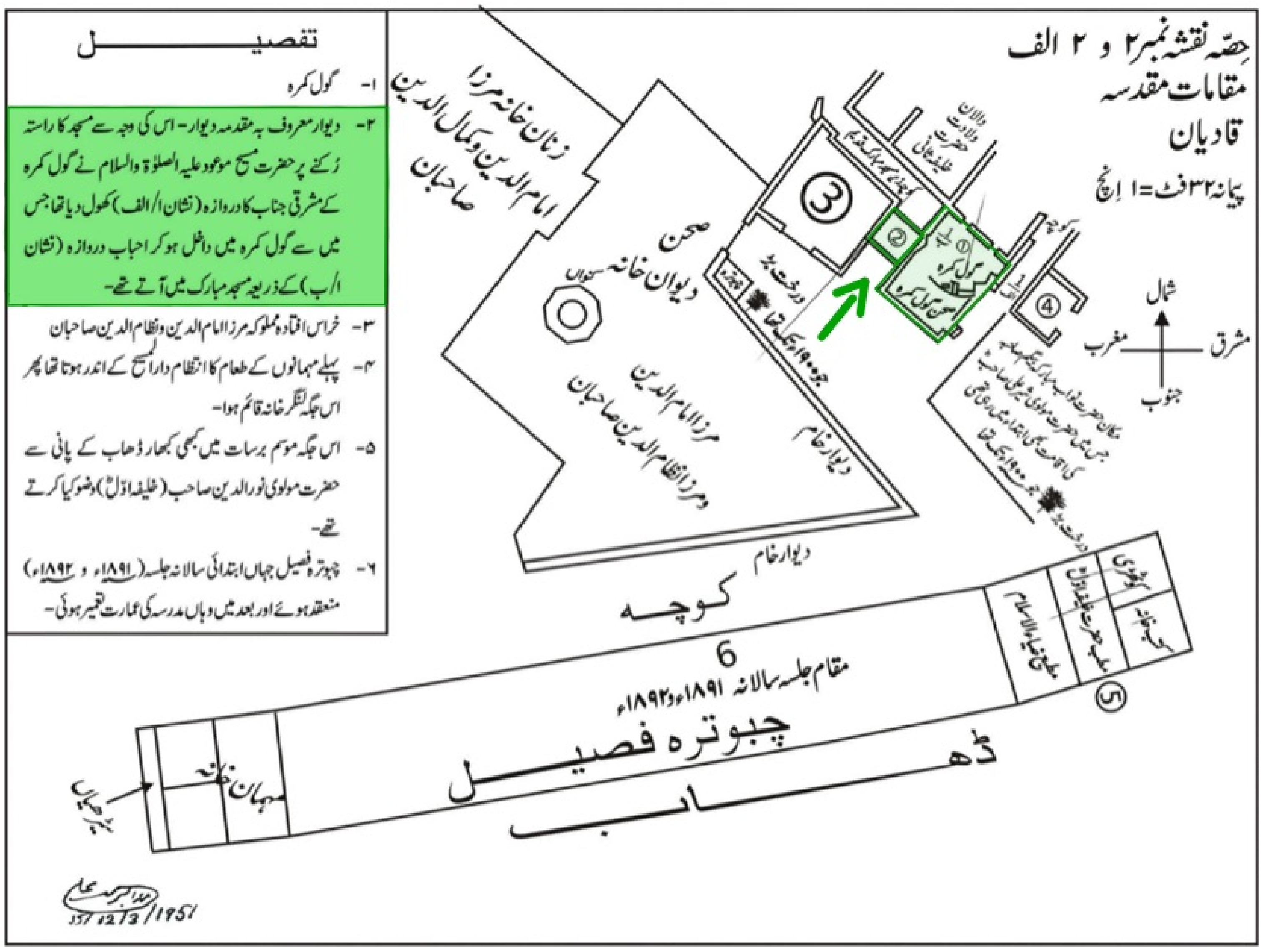

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: حضرت ماسٹر محمد پریل رضی اللہ عنہ۔ کمال ڈیرہ سندھ...... از صفحہ 7

احمدی ہونے کے دو شخصوں نے میری سخت مخالفت کی تھی، خدائے غیور نے انہیں اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور وہ انی مھین من اراد اھانتك کے وعید سے حصہ پا رہے ہیں۔'' (الفضل 5/ستمبر 1915ء صفحہ 2) الفضل 12/اکتوبر 1915ء صفحہ 2 پر آپ کی تبلیغی مساعی کا ذکر موجود ہے جس میں آپ نے ممبران خدام کعبہ کے ایک رکن سے گفتگو کا مختصر حال لکھا ہے۔ ایک اور جگہ آپ کی تبلیغی مساعی کا ذکر یوں درج ہے: ''سکرنڈ (سندھ) سے برادر محمد پریل صاحب لکھتے ہیں کہ بعض لوگ میری طرف خطوط لکھتے ہیں کہ تم بے فائدہ روپیہ خرچ کرتے ہو یہاں تمہاری جماعت نہیں بنے گی۔ میں نے کہا کہ جماعت بنانا تو خدا تعالیٰ کا کام ہے، خدا چاہے تو ضرور بن جائے گی۔ پھر چند آدمی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ سندھ میں احمدی جماعت کے دو تین ہی آدمی ہیں، کیا نبیوں کے اتنے ہی متبع ہوتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نبیوں کی صداقت کا یہ کون سا معیار ہے، پہلے وقتوں میں تو ایسے ایسے نبی بھی ہوئے ہیں جن کے دو دو یا تین تین ہی پیرو تھے تو کیا وہ نبی نہ سمجھے جائیں گے۔ حضرت مرزا صاحب کے تو خدا کے فضل سے لاکھوں مرید ہیں۔'' (الفضل 31/اکتوبر 1915ء صفحہ 2) اس کے کچھ عرصہ بعد ہی اخبار الفضل نے آپؓ کے متعلق لکھا: ''سکرنڈ (سندھ) سے برادر محمد پریلؓ صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ پچھلے دنوں کچھ ہندو دوست میرے پاس آئے اور سوال کیا کہ آج کل مسلمان اماموں کا ماتم کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب قتل (شہید) ہوئے مگر ہمارے اوتار تو کوئی قتل نہیں ہوئے، یہ کیا بات ہے؟ میں نے جواب دیا کہ امام نبی نہ تھے۔ نبی اور امام میں بڑا فرق ہے، نبیوں کی اللہ تعالیٰ خاص حفاظت فرماتا ہے۔ دیکھو خدا نے رسول کریمؐ کو فرمایا تھا کہ واللّٰہ یعصمك من النّاس تو آنحضرت ﷺ کی کیسی حفاظت کی کہ ہر طرف سے دشمنوں کا نرغہ تھا مگر کوئی آپؐ کا بال بیکانہ کر سکا اور یہ ماتم تو خود اسلامی تعلیم کے برخلاف ہے۔ جو لوگ احکام دین کی خلاف ورزی کرتے ہوں ان کے افعال کا مذہب ذمہ دار نہیں ہوسکتا۔'' (الفضل یکم دسمبر 1915ء صفحہ 2 کالم 3) ایک اور جگہ آپ کے متعلق لکھا ہے: ''الحمد للہ .... محمد پریل سندھ میں .... آسمان سے آئے ہوئے نور کی اشاعت کر رہے ہیں۔''

(ریویو آف ریلیجنز فروری 1918ء صفحہ 78)

آپؓ نے چند دن کی مختصر علالت کے بعد مورخہ 13 اگست 1971ء بروز جمعۃ المبارک کراچی میں اپنے بیٹے مکرم ماسٹر شمس الدین صاحب کے پاس وفات پائی، بوجہ موصی ہونے کے آپؓ کی میت ربوہ لائی گئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(الفضل 20 اگست 1971ء صفحہ 6)

آپؓ کی اہلیہ محترمہ رحمت بی بی صاحبہ (وفات: 26 فروری 1971ء) بھی بہت نیک، ملنسار، مہمان نواز اور تبلیغ کا شوق رکھنے والی خاتون تھیں۔ آپؓ کے بیٹے مکرم مولانا بشارت احمد بشیر صاحب (وفات: 20 جنوری 1992ء) مبلغ سلسلہ تھے جنہوں نے مغربی افریقہ میں بطور مبلغ سمیت مرکزی دفاتر میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ

(نوٹ: آپؓ کی تصویر مکرم ناصر احمد گوپانگ صاحب مربی سلسلہ نے مہیا کی ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔)

## فقہی کارنر

### طلاق کا موجب صرف زنا نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

انجیل کہتی ہے کہ اپنی بیوی کو بجز زنا کے ہرگز طلاق نہ دے۔ مگر قرآن شریف اس بات کی مصلحت دیکھتا ہے کہ طلاق صرف زنا سے مخصوص نہیں بلکہ اگر مرد اور عورت میں باہمی دشمنی پیدا ہو جاوے اور موافقت نہ رہے یا مثلاً اندیشۂ جان ہو یا اگرچہ عورت زانیہ نہیں مگر زنا کے مقدمات اُس سے صادر ہوتے ہیں اور غیر مردوں کو ملتی ہے تو ان تمام صورتوں میں خاوند کی رائے پر حصر رکھا گیا ہے کہ اگر وہ مناسب دیکھے تو چھوڑ دے۔ مگر پھر بھی تاکید ہے اور نہایت سخت تاکید ہے کہ طلاق دینے میں جلدی نہ کرے۔ اب ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم انسانی حاجات کے مطابق ہے اور اُن کے ترک کرنے سے کبھی نہ کبھی کوئی خرابی ضرور پیش آئے گی۔ اسی وجہ سے بعض یورپ کی گورنمنٹوں کو جواز طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا۔

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 413-414)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

## ایڈیٹر کے نام خط

• مکرمہ نمود سحر لکھتی ہیں۔

بے شک الفضل ایک دسترخوان ہے جس کے سبھی کھانے نہایت لذیذ، خوش رنگ اور خوشبو سے پُر ہیں اور تاثیر کے تو کیا ہی کہنے۔ ہر کوئی اپنے ذوق و توفیق کے مطابق اس سے استفادہ کرسکتا ہے۔

## ایک سبق آموز بات

### ہم نشین کی اہمیت

عن المرء لاتسئل و ابصر قرینہ
فان القرین بالمقارن مقتدی
اذاکنت فی قوم فصاحب خیارھم
ولا تصحب الاروی فتردی مع الردی

کہ اگر تم کو کسی شخص کے متعلق تحقیق مقصود ہو تو اس شخص کی تحقیق نہ کرو بلکہ اس کے ہم نشینوں کو دیکھو کیونکہ دوست اپنے ہم نشینوں کا متبع ہوتا ہے جیسے ہم نشین ہوں گے ویسا ہی وہ شخص ہوگا۔ جب تم کسی قوم میں ہو تو اس قوم کے اچھوں کی صحبت اختیار کرو، ناکارہ لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

(اداریہ، روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14/ اکتوبر 2020ء)

(مرسلہ: ذیشان محمود۔ سیرالیون)

## طلوع وغروب آفتاب

| 20/اکتوبر2022ء | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 05:01 | 17:52 |
| مدینہ منورہ | 05:03 | 17:51 |
| قادیان | 05:14 | 17:51 |
| ربوہ | 04:54 | 17:31 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 06:05 | 18:00 |